''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کو قتل کرنیوالے نامور صحافی تھے

قاتلوں کی فہرست میں حمید نظامی، فیض احمد فیض، چراغ حسن حسرت، الطاف حسین، میر خلیل الرحمان، غلام رسول، مہر مجید سالک وراشدی کے نام شامل تھے

جناح کی وفات کے بمشکل نو مہینے بعد اپریل ۱۹۴۹ء میں ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' نے اپنے نئی دہلی کے نمائندے اے این کمار، کی ایک رپورٹ شائع کی جس سے اشارہ ملتا تھا کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان ریاست جموں وکشمیر کی تقسیم کے سمجھوتے کا فارمولا زیر بحث ہے اور یہ کہ اس سلسلے میں جلد ہی ایک معاہدہ ہونے کی توقع ہے۔ حکومت پاکستان نے فوری طور پر اس رپورٹ کی تردید کی اگلے روز ''گزٹ'' نے پہلے صفحے پر تردید شائع کی اور رپورٹ شائع کرنے پر معذرت کا اظہار کیا اخبار نے یہ اعلان بھی کیا کہ ذمہ دار ذرائع سے تصدیق کیے بغیر رپورٹ بھیجنے کی پاداش میں نئی دہلی کے نمائندے کو برطرف کردیا گیا ہے لیکن ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کے خلاف ''نوائے وقت'' کی قیادت میں ایک مہم شروع کردی گئی جس میں بعد میں دوسرے اخبارات حتیٰ کہ ''پاکستان ٹائمز'' اور ''امروز'' بھی شامل ہوگئے۔ ۶ مئی ۱۹۴۹ء کو مغربی پاکستان کے کم از کم سولہ روزناموں [ایک حیران کن تعداد] میں ایک مشترکہ اداریہ شائع ہوا [مشرقی پاکستان کے اخباروں نے اس کورس میں شامل ہونے سے انکار کردیا تھا] جس میں ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کے سر کا مطالبہ کیا گیا۔ صرف ''امروز'' کے چراغ حسن حسرت نے یہ اداریہ شائع کرنے سے انکار کیا لیکن وہ اپنے انکار پر صرف چوبیس گھنٹے قائم رہ سکے۔ ''امروز'' میں یہ اداریہ اگلے روز ۷ مئی کو شائع ہوا۔ اسی دن ویسٹ پاکستان پریس ایڈوائزری کمیٹی نے بھی ایسا ہی مطالبہ کیا مشترکہ اداریئے اور ایڈوائزری کمیٹی کے مطالبے کا لب لباب یہ تھا کہ اخبار نے دیانت دارانہ صحافت کے بنیادی اصولوں کی سنگین خلاف ورزی کا ارتکاب کیا ہے۔ ''غداری'' کے عنوان سے شائع ہونے والے اداریئے میں ایک قدم اور آگے جا کر کہا گیا تھا:

''پیشہ ورانہ بداطواری سے قطع نظر، مذکورہ اخبار نے ہماری سوچی سمجھی رائے میں ہماری ریاست سے غداری کے عمل کا ارتکاب کیا ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ گورنر مغربی پنجاب کو...... ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کے

خلاف فوری طور پر تعزیری اقدام کرنا چاہیے اور ایک مناسب عرصے کے لیے اس کی اشاعت پر پابندی عائد کرنی چاہیے۔ اگر گورنر یہ کارروائی کرنے سے قاصر رہے تو ہم مرکزی حکومت سے مداخلت کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں اس کے پاس ایسا کرنے کے اختیارات موجود ہیں۔''

ابرار صدیقی کے مطابق جو اس وقت ''امروز'' کے عملے میں شامل تھے یہ مشترکہ اداریہ کراچی کے ایک انگریزی روزنامے کے ایڈیٹر نے تحریر کیا تھا اور ایک اور انگریزی کے روزنامے کے ایڈیٹر نے اس کا ''لہجہ نرم کرنے'' کا کام سرانجام دیا تھا۔ مصنف یہ پتہ چلانے میں ناکام رہا کہ اس کا اردو ترجمہ کس نے کیا تھا۔ مولوی محمد سعید نے جو اس وقت ''پاکستان ٹائمز'' کے نیوز ایڈیٹر تھے اداریئے کی تصنیف کے معاملے پر خاصی روشنی ڈالی وہ لکھتے ہیں:

فاضل ایڈیٹر حضرات ''پاکستان ٹائمز'' کے دفتر میں جمع ہوئے۔ نیوز روم کے برابر والے کمرے میں الطاف حسین، حمید نظامی اور فیض احمد فیض کی میٹنگ ہوئی ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کے ایڈیٹر ڈبلیو ایف بسٹن بھی آئے۔ سب سے زیادہ الطاف حسین کے گرجنے کی آواز آرہی تھی۔ حمید نظامی کم گو آدمی تھے وہ دھیمے لہجے میں بات کر رہے تھے البتہ فیض بہت مضطرب معلوم ہوتے تھے اور بار بار نیوز روم میں آتے اور کہتے تھے ''یہ کیا ہو رہا ہے'' وہ نہ خود کو اس محاذ آرائی سے الگ کر سکتے تھے اور نہ اس پر اپنی ناگواری کو چھپا سکتے تھے۔ جسمانی طور پر وہ الطاف حسین اور نظامی کی گرفت میں تھے اور روحانی طور پر کہیں اور تھے۔ ممکن ہے کہ وہ اس لائحہ عمل سے اختلاف رکھتے ہوں مگر ''پاکستان ٹائمز'' نے یہ کڑوی گولی نگلی اور اگلے روز مشترکہ اداریہ شائع کیا۔

مشترکہ اداریہ مندرجہ ذیل اخباروں نے شائع کیا ایڈیٹروں کے نام قوسین میں دیئے جا رہے ہیں۔

کراچی کے روزنامے

''ڈان'' [الطاف حسین]، ''ڈان گجراتی'' [نور محمد جمال میمن]، ''ڈان اردو'' [فضل احمد صدیقی]، ''جنگ'' [میر خلیل الرحمان]، ''انجام'' [عمر فاروقی]، سندھ آبزرور'' [پیر علی محمد راشدی]، ''الوحید'' سندھی [عبدالغفور سیتائی]

لاہور کے روزنامے

''پاکستان ٹائمز'' [فیض احمد فیض]، ''نوائے وقت'' [حمید نظامی]، ''امروز'' [چراغ حسن حسرت]، ''زمیندار'' [اختر علی خان]، ''سفینہ'' [وقار انبالوی]، ''انقلاب'' [غلام رسول مہر اور عبدالمجید سالک]، ''غالب'' [میر نور محمد]، ''مغربی پاکستان'' [خلیل احمد]، ''جدید نظام'' [امین الدین صحرائی]

عظیم ایڈیٹروں کے مطالبے کو ''اولین ترجیح'' دی گئی اور اخبار کو چھ مہینے کے لیے بند کر دیا گیا۔ اخبار اس سرکاری اقدام کے اثرات سے کبھی نہ سنبھل سکا اس کی تعداد اشاعت اور کاروبار دونوں تباہ ہو گئے۔

جب کہ ایڈیٹروں اور مالکان نے اس پابندی کی تعریف کی، ویسٹ پنجاب یونین آف جرنلسٹس نے [جس کا نام بعد میں پی یو جے ہوا] مندرجہ ذیل قرار داد منظور کی: ''سول اینڈ ملٹری گزٹ میں کشمیر کی بابت ایک

خبر کی اشاعت کے معاملے سے متعلق تمام حقائق کا پوری طرح جائزہ لینے کے بعد اجلاس کی رائے ہے کہ اگرچہ مذکورہ خبر کی اشاعت حد درجہ افسوس ناک ہے لیکن اخبار کی جانب سے غیر مشروط معذرت اور مکمل ازالے کے پیش نظر اس معاملے کو ختم سمجھنا چاہیے اور اخبار کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا جانا چاہیے''۔سندھ یونین آف جرنلسٹس نے بھی [جو کہ بعد میں کراچی یونین آف جرنلسٹس بنی] ایسی ہی قرار دار منظور کی جس میں کہا گیا تھا ایس یو جے کی ایگزیکیٹو کونسل نے آج حکومت پاکستان سے پاکستان میں صحت منداور حقیقی معنوں میں جمہوری صحافت کی تعمیر کے مفاد میں ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کے خلاف کوئی اقدام نہ کرنے کی اپیل کی۔ایس یو جے نے متعلقہ خبر کی اشاعت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی ''گزٹ'' کی جانب سے معذرت اور یقین دہانی کے پیش نظر معالے کو ختم سمجھا جانا چاہیے۔قرار دار میں ایڈیٹروں سے زیادہ ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرنے اور اخبار پر پابندی جیسے سخت اقدام سے گریز کی اپیل کی۔ایس یو جے کونسل نے تار کے ذریعے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو اپنے ردعمل سے مطلع کیا جو اس وقت قاہرہ کے دورے پر تھے۔

''دو اخباری ایڈیٹروں [الطاف حسین اور عمر فاروقی] نے جو شروع سے ایس یو جے کے قیام کے مخالف تھے ایس یو جے کے چند عہدیداروں پر دباؤ ڈالا کہ وہ ایگزیکیٹو کونسل کے اجلاس کو جس میں یہ قرارداد منظور کی گئی تھی غیر قانونی طور پر طلب کردہ قرار دیں۔اس کے نتیجے میں ضمیر صدیقی نے ایس یو جے کے صدر کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور ان کی جگہ ایم اے شکور صدر منتخب ہو گئے ایس یو جے ایگزیکیٹو کونسل نے ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کے معاملے پر اپنے سابقہ موقف پر قائم رہنے کا اعلان کیا۔مالکان واقعات کے اس طرح کا موڑ لینے پر چراغ پا ہو گئے۔ان کی ناراضگی کا ہدف اشتیاق اظہر بنے جنھیں روز نامہ انجام سے برطرف کر دیا گیا۔

ایم شکور کو جو اس وقت ''ڈان'' کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے اور ایس یو جے [اور بعد میں کے ایف جے اور پی ایف یو جے] کے بانی ارکان میں سے ایک تھے، اپنی سرکشی کی سزا برداشت کرنی پڑی۔اس واقعہ کے ٹھیک پانچ سال بعد ۳۰ مئی ۱۹۵۴ء کو انہیں سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا اور رہائی کے بعد صحافت کا پیشہ ترک کرنے پر مجبور کر دیا گیا آخر کار وہ ہجرت کر کے لندن چلے گئے۔

ابرار صدیقی کے مطابق جب مشترکہ اداریہ شائع ہوا تو میاں افتخار الدین ملک سے باہر تھے ملک واپس آنے پر پی پی ایل کے عملے سے اپنی ایک معمول کی میٹنگ میں میاں صاحب نے فیض کو مشترکہ اداریئے کی اشاعت میں شریک ہونے پر بہت سخت سست کہا ابرار صدیقی نے مصنف کو مزید بتایا کہ میاں صاحب نے فیض کو متنبہ کیا کہ ''ایک دن آئے گا جب یہی ہتھکنڈے پی پی ایل کے اخباروں کے خلاف استعمال ہوں گے۔'' میاں صاحب کی پیش گوئی ۱۹۵۸ء میں ایوب خان کے دور حکومت میں پوری ہوئی جب پی پی ایل کے تمام اخباروں پر حکومت نے قبضہ کر لیا۔[صحافت پابند سلاسل]